پیش لفظ

برادرم مختار حسن مرحوم کا شمار جہاد افغانستان کے ابتدائی منصوبہ سازوں اور معماروں میں ہوتا ہے۔انھوں نے بیسویں صدی کے ساتویں اور آٹھویں عشرے میں، افغانستان پر اپنی تمام تر توجہ مرکوز کیے رکھی اور چند در چند ریاستی پابندیوں کے باوجود، افغانستان میں سرگرم کار رہے۔ اپنی ان ہی مساعی کے ذیل میں اسلامی تحریک سے رابطے استوار کرنے کے لیے ۱۹۷۲ء میں وہاں گئے۔

دسمبر ۱۹۷۹ء میں جب اشتراکی روس نے افغانستان پر لشکر کشی کی، تو چند ہی دنوں بعد مختار حسن نے اپنی دیگر تمام مصروفیات ترک کر کے افغانستان کا سفر اختیار کیا۔ تاکہ وہ تبدیلی، مزاحمت اور جہاد کے اس عمل کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں، اور دنیا بھر کو اس سے آگاہ کر سکیں۔ ان کے لیے ایسا کرنا محض پیشہ ورانہ مہم جوئی (ایڈونچر) ہی نہ تھا، بلکہ یہ ان کے ایمان کا بھی تقاضا تھا۔ افغانستان کے اس سفر کے دوران کابل میں روس کی آلہ کار انتظامیہ نے انھیں گرفتار کر لیا۔ رہائی کے کچھ عرصہ بعد، انھوں نے ''اژانس افغان پریس'' (ایجنسی افغان پریس) کے نام سے اخباری اطلاعات کی ایجنسی قائم کی۔ جس نے جہاد افغانستان، افغان مہاجرین اور اس حوالے سے دیگر درست اطلاعات کی فراہمی اور معیاری خبر رسانی کے میدان میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔

اس امر واقعی کے بارے میں دو رائے نہیں ہو سکتیں کہ اس ایجنسی نے اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ کو معلومات فراہم کرنے کے لیے معرکے کا کام کیا۔ اس پر مستزاد یہ کہ روزنامہ ''جسارت'' کراچی، اور ہفت روزہ ''زندگی'' لاہور میں افغان جہاد کے مختلف پہلوؤں اور ارتقائی مرحلوں پر درجنوں مضامین، کالم اور فیچر لکھے۔

انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ مختار حسن ابتدا ہی سے اس کے رفیق کار تھے۔ انسٹی ٹیوٹ نے افغانستان کے موضوع پر جو علمی خدمات سرانجام دیں، ان میں مختار مرحوم صرف شریک کار ہی نہیں بلکہ اس کے معماروں میں سے ایک تھے۔ وہ جہاد افغانستان، اور پاک افغان دینی، تاریخی، تہذیبی اور سیاسی رشتوں پر انسٹی ٹیوٹ کے زیر اہتمام تحقیق و تالیف کی ایک اسکیم بنا رہے تھے، کہ انھی دنوں اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے ہاں بلا لیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

انسٹی ٹیوٹ نے افغانستان پر مختار حسن کی تحریروں، کالموں اور رپورٹوں کی تاریخی اہمیت کے پیش نظر ان کی جمع و تدوین کا فیصلہ کیا۔ اگرچہ یہ لوازمہ، جو اس کتاب میں پیش کیا جا رہا ہے، پیش نظر منصوبے کے ان تمام پہلوؤں پر حاوی نہیں ہے جو ایک مستقل تصنیف کی صورت میں مختار حسن لکھنا چاہتے تھے۔ تاہم، جہاد اور مابعد جہاد رونما ہونے والے بہت سے واقعات کے احوال اور سیاسی ارتقا کی توضیح پر مبنی قیمتی مباحث آ گئے ہیں۔ اس لیے یہ مضامین اپنی اہمیت کے اعتبار سے، افغانستان میں دلچسپی رکھنے والوں کی توجہ کا مرکز رہیں گے۔ اگرچہ ہم نے کوشش کی ہے کہ اس موضوع پر مختار حسن کی تمام تحریریں مرتب ہو جائیں، مگر اس کے باوجود یہ امکان ہے کہ کہیں کوئی کمی رہ گئی ہو۔

میرے نزدیک ان مضامین کی مستقل تاریخی حیثیت ہی نہیں، بلکہ مستقبل کے پردے میں رونما ہونے والے امکانات و مشکلات کی نشان دہی اور ان سے عہدہ برا ہونے کے لیے رہنمائی بھی

پائی جاتی ہے۔

انسٹی ٹیوٹ نے فروری ۱۹۹۹ء میں ''مختار حسن میموریل لیکچر'' کے لیے لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل صاحب کو خصوصی لیکچر دینے کی دعوت دی۔ زیرنظر کتاب میں ان کے اسی خطبے کی تلخیص بطور مقدمہ شامل کی جارہی ہے۔

اس تحریری اثاثے کی جمع وتدوین کے جملہ کاموں کی نگرانی کے لیے میں برادرم خالد رحمٰن کا شکرگزار ہوں، جبکہ انھیں مستقل کتابی صورت دینے کے لیے علمی معاونت کرنے پر عزیز رفقائے کار جناب جمیل احمد رانا (کلورکوٹ) اور سلیم منصور خالد کا سپاس گزار ہوں۔ مختار حسن کے اہل خانہ، خاص طور پر ان کے فرزند عزیزم طارق جنید مختار کے تعاون سے اس کام کو آگے بڑھانے میں خاصی سہولت پیدا ہوئی۔

اللہ تعالیٰ ان تمام مہربانوں کو اجرعظیم عطا فرمائے اور مؤلف کے اعمالِ حسنہ میں اضافے کا ذریعہ بنائے۔

۲ ستمبر ۲۰۰۰ء — خورشید احمد

اسلام آباد